اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسکو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقبول فرمایا ہے
صفحہ ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں

تذکرۂ مشائخِ چشتیہ صابریہ

اِقتباسُ الانوار

زمانۂ تالیف سنہ ۱۱۳۰ھ

تالیف

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

کتاب ہذا کے متعلق بشارت نبویؐ صفحہ ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں

تذکرہ مشائخِ چشتیہ صابریہ

اِقتباس الانوار

زمانۂ تالیف سنہ ۱۱۳۰ھ

تالیف

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

نام کتاب .... اقتباس الانوار

مترجم .... مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی

.... اللہ آباد ضلع رحیم یار خان۔ فون نمبر ۸۷

اشاعت .... محرم الحرام ۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۳ء

تعداد .... پانچ صد (۵۰۰)

طباعت .... حامد جمیل پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور

ناشر .... ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

تعارف

اِس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اِسکو حضور رسول مقبول سرورِ کائنات فخرِ موجودات، حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے علیہ الصلواۃ والسلام نے شرفِ قبولیت اِن الفاظ میں بخشا ہے :۔

"تم نے بہت اچھی کتاب لکھی ہے اور اس میں بہت
عجیب و غریب احوال واسرار درج کئے ہیں ہم تمہاری
کتاب کو مقبول کرتے ہیں" (اس خواب کی تفصیل صہ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

اسکے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتحۂ قبولیّت کتاب پڑھا اور نور سبز کی ایک دھاری دار چادر بطور انعام عطا فرمائی۔ اسکے بعد خلفائے راشدین اور حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانیؒ اور خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتیؒ اور تمام اولیائے کرام جو اس مجلس میں موجود تھے سب نے یکے بعد دیگر کتاب ملاحظہ فرمائی اور اس فقیر کو شرفِ قبولیّت بخشا۔ جب اِس حالتِ کشف سے افاقہ ہوا تو سارا مکان عطر و عنبر کی خوشبو سے معطر پایا۔ اور سجدۂ شکر ادا کیا۔ نیز اس کتاب کا آغاز بھی حضرت غوث الثقلینؒ اور حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی رحمہما کے اشاراتِ باطن سے ہوا۔ حضرت خواجہ غلام فریدؒ ساکن کوٹ مٹھن اپنے ملفوظات مقابیس المجالس میں فرماتے ہیں کہ یہ بادشاہ کتاب ہے اور ایک بلند مقام ولی اللہ کی لکھی ہوئی ہے۔ ہمارے شیخ حضرت مولانا سیّد محمد ذوقی شاہ قدس سرہٗ بھی اس کتاب کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے اور سفر و حضر میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ جب یہ احقر اجمیر شریف میں بیعت سے مشرف ہوا تو یہ کتاب دیکر فرمایا کہ اِسے پڑھو۔ اسکے بعد حضرت شیخ کے خلیفۂ اوّل و اکبر حضرت شاہ شہید اللہ فریدیؒ نے جو برطانوی الاصل تھے اور کشف المحجوب کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا۔ اس احقر کو یہ کتاب ترجمۂ اردو کیلئے عطا فرمائی جس کا نتیجہ قارئین کرام

کے سامنے ہے فللہ الحمد - اس کتاب میں مشائخ چشتیہ صابریہ علیہم الرحمہ کے ایسے احوال و مقامات اور اسرارِ باطن بیان کیئے گئے ہیں کہ پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے - مجھے یقین ہے کہ اس بلند پایہ کتاب کے اندر جو محیرالعقول حالات و کوائف بیان کیئے گئے انکو پڑھ کر عوام کو خواص کا اور خواص کو اولیاء اللہ کا درجہ ملیگا - اور اولیاء اللہ اسے پڑھیں تو بلند تر مقامات حاصل ہوں گے -

اِس کتاب سے یہ بھی ظاہر ہے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت شیخ جلال الدین کبیر پانی پتیؒ کے خلفاء اور پھر حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ اور آپ کے خلفاء حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ اور حضرت شیخ نظام الدین بلخیؒ کے خلفاء کے ذریعے موجودہ پاکستان کے صوبجات پنجاب و سرحد کو ساتویں ہجری سے نورِ اسلام سے منوّر کر چکا تھا - اسکے بعد بارھویں صدی ہجری میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ اور آپکے اعاظم خلفاء حضرت خواجہ محمدؐ عاقلؒ، حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ، حضرت خواجہ نور محمد نارووالہؒ اور حضرت حافظ جمال اللہ ملتانیؒ اور انکے خلفاء کے ذریعے پنجاب، سرحد ریاست بہاولپور، سندھ اور بلوچستان میں اسقدر پھیلا کہ ان علاقوں کو نورٌ علیٰ نور کر دیا - یہ اِن حضرات کی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ آج پاکستان کے لوگ اولیاء اللہ کے گرویدہ اور روحانیت اِسلام سے مالا مال ہیں اور تبلیغِ اسلام میں پیش پیش ہیں - (مترجم)

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغِ چشتیاں ہرگز نہ میرد

جو چیز میرے قلب میں اتاری وہی چیز صدیق اکبرؓ کے قلب میں بھی اتاری) نیز آنحضرتﷺ نے فرمایا الیوم سدو کل خواختۃ الا خوختۃ ابی بکر

حضرت علیؓ کی روحانیت سے حضرت سلمان فارسیؓ کی امداد

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ ایک دن شاید امیر المومنین حضرت علی مذاق کر رہے تھے اور آنحضرت کی بھی عادت تھی کہ کبھی کبھی مذاق فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی بھی موجود تھے۔ انہوں نے ایک بات کی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ بچپن ہے یا جوانی یا اسی قسم کی کوئی اور بات۔ اس پر حضرت علی نے فرمایا اے سلمان کیا تم ازورنہ جنگل کا واقعہ بھول گئے ہو انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا وہ برقع پوش سوار میں تھا۔ یہ سن کر حضرت سلمان فارسی نے معافی مانگی۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت سلمان فارسی کی عمر چار سو سال تھی۔ آپ کا وطن فارس تھا حضرت علی کی ولادت سے دو سال پہلے حق تعالٰے کے اشارہ کے مطابق وہ اپنے شہر سے نکلے اور مرشد ہادی کی تلاش میں ایک بیابان میں سفر کر رہے تھے جس کا نام ازورنہ تھا کہ یکایک ان پر ایک خونخوار شیر نے حملہ کر دیا۔ چونکہ مدافعت کی کوئی صورت نہ تھی انہوں نے خیال کیا اب موت یقینی ہے اس وقت غیب سے ایک سوار برآمد ہوا جس نے شیر پر نیزے سے حملہ کر کے اسے دور بھگا دیا۔ حضرت سلمان فارسی نے یہ بات کسی سے نہیں کہی تھی۔ راقم حروف عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ شاید علی مرتضٰے کی روحانیت نے ولادت سے دو سال قبل وجود مثالی میں ظاہر ہو کر حضرت سلمان فارسی کو شیر کے پنجے سے نجات دلائی ہوگی۔ اسی طرح آج تک کاملین کی روحانیت سے اہل بصیرت کو تمام امور پر صریح امداد ملتی چلی آتی ہے بلکہ ان کی روحانیت بعض اوقات ارباب ریاضت پر اس طور پر تصرف کرتی ہے کہ اس کے افعال کی فاعل بھی خود ہو جاتی ہے۔ اس مقام کا نام صوفیاء کرام کی اصطلاح میں بروز ہے بروز اور تناسخ میں یہ فرق ہے کفار کا خیال ہے کہ جب روح ایک جسم سے نکلتی ہے تو اس عورت کی رحم میں داخل ہو جاتی ہے جس کو چار ماہ کا حمل ہو اور بچہ بن کر ظاہر ہوتی ہے اسے تناسخ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ بالکل باطل ہے بروز کا مطلب یہ ہے کہ

کاملین کی روحانیت کسی اور کامل بزرگ کے جسم میں تصرف کرتی ہے اور اس کے افعال کی فاعل بن جاتی ہے۔ جیسا کہ ذات باری تعالےٰ نے آگ کی صورت میں درخت میں ظاہر ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی فرمائی اور زبان حال سے فرمایا اِنّی اَنَا اللہ (میں اللہ ہوں) میر سیّد حسن سادات شرح فصوص الحکم میں لکھتے ہیں کہ محققین کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ یہ سیدنا محمدؐ تھے جنہوں نے آدمؑ کی صورت میں ظہور فرمایا اور آخر خاتم کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔ یہ بروز ہے نہ کہ تناسخ بعض کا تو یہ خیال ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کی روح امام مہدی کی صورت میں بروز کرے گی۔ اور نزول کا مطلب یہی بروز ہے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے لا مہدی الا عیسےٰ (مہدی عیسےٰ ابن مریم ہوگا) لیکن یہ بات بہت غیر معتبر ہے۔ واللہ اعلم۔

غرضیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کمالات وکرامات بے شمار ہیں اور تفصیل کے خواہاں کتب تاریخ وسیرت میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

حضرت علیؓ کے آخری خلیفہ ہونے میں حکمت

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت علی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری عمر میں آپ کے ساتھ رہے اور تمام جنگوں میں جدوجہد کر کے مرتبہ جہاد کما حقہٗ انجام دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ گوشہ نشینی اختیار کر کے ریاضت وقناعت میں مشغول ہو گئے اور اپنی ولایت کبریٰ کی قوت سے عزلت نامرادی میں بیٹھ کر تمام ظاہری وباطنی مرادات کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لیا اور ذات مطلق کے علوم معرفت میں منہمک ہو گئے[1] حضرت عثمان کی شہادت

---

[1] حضرت علی سے پہلے صدیق اکبر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے خلیفہ بننے میں یہی حکمت تھی کہ خلافت راشدہ کے پچیس سال دور میں حضرت مرتضیٰ کنج عزلت میں مقامات ولایت طے کرتے ہیں اگر آنحضرت کے وصال کے بعد آپ خلیفہ بنتے تو امور خلافت کی شدید مصروفیت کی وجہ سے آپ باطنی کمالات کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکتے۔ اور نہ پہلے تین خلفائے رسول اکرم کو منصب خلافت پر اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملتا کیونکہ حضرت علی کا وصال ان تینوں حضرات کے وصال کے بعد ہوا۔ حکمت ازلی کا تقاضا یہی تھا کہ صحبت نبوی کے چاروں تربیت یافتہ مردان باکمال اپنے اپنے عرصہ جات میں اپنے اپنے جوہر دکھاتے اور دنیا کو اپنے فیوض سے مستفیض کرتے۔